بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ!

کمپنی اور ملازم کے درمیان یہ معاہدہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی ملازم کمپنی چھوڑنا چاہے تو وہ کمپنی کو دو ماہ قبل اس سے مطلع کرے گا، اگر ملازم دو ماہ قبل بتائے بغیر چلا گیا تو کمپنی اس کی ایک ماہ کی تنخواہ کاٹے گی (کیونکہ اس طرح کسی ملازم کے چلے جانے سے کمپنی کو نقصان ہوتا ہے)، حل طلب امر یہ ہے کہ اگر کوئی ملازم دو ماہ قبل نوٹس دیئے بغیر چلا گیا تو کمپنی / ادارہ ملازم سے حقیقی نقصان کی تلافی کر سکتا ہے؟ اگر کر سکتی ہے تو حقیقی نقصان (ضررِ فعلی) کا حساب اجارہ میں کیسے کیا جائے گا؟

المستفتی: عبد الرحمن

۰۳۰۸۲۱۰۶۷۵۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدا و مصلیا

واضح رہے کہ کمپنی کا اپنے ملازم سے یہ معاہدہ کرنا کہ "اگر کوئی ملازم کمپنی چھوڑنا چاہے تو وہ کمپنی کو دو ماہ پہلے اطلاع کرے گا، اگر ملازم اطلاع کیے بغیر چلا گیا تو کمپنی اس کی ایک ماہ کی تنخواہ کاٹے گی" درست نہیں، کیونکہ یہ شرط فاسد ہے، لہٰذا اس سے یہ عقد فاسد ہو جائے گا، اور اگر کمپنی نے ایسا عقد کر لیا تو کمپنی کے لیے مزدور کے کمپنی چھوڑنے پر اس کی ایک ماہ کی تنخواہ روکنا جائز نہیں، کمپنی پر مزدور کی اجرت مثلی اور اجرت مقررہ میں سے اقل اجرت لازم ہو گی۔

جاری ہے۔۔۔

Scanned with CamScanner

لما في الهندية:

وإن تكاراها إلى بغداد على أنها إن بلغته بغداد فله أجر عشرة دراهم وإلا فلا شيء له فالإجارة فاسدة وعليه أجر مثلها بقدر ما سار عليها كذا في المبسوط.

(كتاب الإجارة: الباب الخامس عشر في بيان مايجوز من الإجارة و ما لايجوز، الفصل الثانى: 4/ 478، ط: دار الفكر،بيروت)

و في الهداية:

الإجارة تفسدها الشروط كما تفسد البيع لأنه بمنزلته ألا ترى أنه عقد يقال ويفسخ.

(كتاب الإجارة:3/ 425، ط: البشرى، كراتشي)

و في رد المحتار:

(تفسد الإجارة بالشروط المخالفة لمقتضى العقد فكل ما أفسد البيع) مما مر (يفسدها) كجهالة مأجور أو أجرة أو مدة أو عمل ، وكشرط طعام عبد وعلف دابة ومرمة الدار أو مغارمها وعشر أو خراج أو مؤنة.

(كتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة،9/ 77، ـــــــ ط: دار المعرفة، بيروت، لبنان)

جاری ہے۔۔۔

Scanned with CamScanner

و في الهداية:

وكل شرط لا يقتضيه العقد وفيه منفعة لأحد المتعاقدين أو للمعقود عليه وهو من أهل الاستحقاق يفسده.

(كتاب البيوع:باب البيع الفاسد، 3/ 86، ط: البشرى،كراتشي

و في الهندية:

فالفاسد يجب فيه أجر المثل ولا يزاد على المسمى إن سمى في العقد مالا معلوما وإن لم يسم يجب أجر المثل بالغا ما بلغ وفي الباطل لا يجب الأجر.

(كتاب الإجارة:الباب الخامس عشر في بيان مايجوز من الإجارة و ما لايجوز، الفصل الأول:فيما يفسد العقد فيه:4/ 474،ط:دار الفكر).فقـــــــــط

والله تعالى أعلـــــــم بالصواب

كتـــــــــبه: عثـــمان غنـــي

المتخصص في الفقـــه الاسلامي

بالجامعـــــة الفاروقيـــة كراتشي

14/ 6/ 1442هـ 28/ 01/ 21م

الجواب صحيح

١٤/ ٦/ ١٤٤٢

الجواب صحيح

Scanned with CamScanner